# حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار صحابی کی سیرت و کردار

ڈاکٹر مولانا عمران اشرف عثمانی

بیت العلوم

۲۰ نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

کتاب　　حضرت حذیفہ بن یمانؓ
مؤلف　　مولانا محمد عمران اشرف عثمانی
باہتمام　　محمد ناظم اشرف
ناشر　　بیت العلوم۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون: ۷۳۵۲۲۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر۱

ادارۃ القرآن = چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
مکتبہ رحمانیہ = غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

# فہرست مضامین


| نمبر شمار | مضمون | صفحہ نمبر |
| --- | --- | --- |
| ۱ | حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ | ۵ |
| ۲ | نام اور نسب | ۵ |
| ۳ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد | ۱۴ |
| ۴ | آپ کی وفات | ۱۶ |
| ۵ | ایک عجیب ایمان افروز واقعہ | ۱۷ |
| ۶ | آپ کے فضائل وکمالات | ۲۱ |
| ۷ | حضرت حذیفہؓ کی روایات حدیث | ۲۴ |

# حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

## نام اور نسب:

آپ کا نام حذیفہ اور کنیت ابوعبداللہ ہے اور نسب اس طرح ہے: حذیفہ بن الیمان بن جابر العبسی الیمانی، رضی اللہ عنہ۔

آپ کے والد صاحب کا نام اصل میں حسیل ہے لیکن چونکہ آپ مدینہ منورہ آنے کے بعد یمنی قوم کے حلیف ہوگئے تھے اس لئے آپ کا لقب ”یمان“ مشہور ہوگیا تھا۔[1]

حضرت یمانؓ اصل میں قبیلہ بنوعبس سے تعلق رکھتے تھے، وہاں پر زمانہ جاہلیت میں آپ سے ایک قتل ہوگیا تھا جس کی وجہ سے آپ پر قصاص واجب ہوگیا تھا۔ اس لئے آپ اپنے قبیلہ کو چھوڑ کر حضرت حذیفہؓ کے ساتھ مدینہ منورہ آگئے تھے۔ اور مدینہ منورہ آکر قبیلہ بنواشہل کے حلیف ہوگئے تھے۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے اس لئے آپ دونوں مکہ مکرمہ جا کر اسلام لائے، جس کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اختیار دے دیا تھا کہ چاہیں تو آپ اپنے آپ کو انصار میں شمار کریں اور چاہیں تو مہاجرین میں سے، حضرت حذیفہؓ نے انصاری بننے کو اختیار فرمالیا تھا۔[1]

ایک دفعہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد

---

[1] اسد الغابۃ ج نمبر ا ص ۳۹۰

حضرت یمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف آرہے تھے تو اتفاقاً وہ زمانہ بدر کی جنگ کا تھا۔ ادھر مکہ مکرمہ سے ابوجہل کا لشکر روانہ ہو چکا تھا، راستے میں آپ حضرات کی ابوجہل کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوگئی اور ابوجہل کے لشکر نے ان کو گرفتار کرلیا، ابوجہل نے کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کیلئے مدینہ طیبہ جارہے ہو؟ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم ایک ضروری کام سے مدینہ جارہے ہیں، ابوجہل نے اس شرط پر ان کو چھوڑا کہ تم مدینہ جاؤ گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرو گے، انہوں نے یہ شرط منظور کرلی اور مدینہ منورہ آگئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ بیان کیا۔[1]

اگرچہ یہ حق اور باطل کی پہلی جنگ تھی جس میں کفار مکہ اسلحہ اور سازوسامان سے لیس ہوکر آئے تھے اور ان کی تعداد مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی اور اس میں مسلمانوں کے لئے ایک ایک فرد کی سخت ضرورت تھی لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا: نفی بعهدهم ونستعين الله عليهم ہم ان کے عہد کو پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں گے۔[2]

اس کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت یمان رضی اللہ عنہ نے احد کی جنگ میں حصہ لیا لیکن حضرت یمان رضی اللہ عنہ احد میں مسلمانوں کی غلط فہمی کی بنیاد پر شہید ہوگئے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نظر اپنے

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج نمبر ۲ ص ۳۶۲ و ص ۳۶۳ والاصابہ ج نمبر ۲ ص ۲۲۳۔
[2] صحیح مسلم کتاب الجہاد (باب الوفاء بالعہد) ص ۱۷۷۸

والد صاحب پر اس وقت پڑی جب مسلمان حضرت یمانؓ کو کافر سمجھ کر قتل کر رہے تھے، آپ نے فوراً چیخنا شروع کر دیا کہ ٹھہرو! یہ میرے باپ ہیں، لیکن گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا، ایسے میں مسلمان آپ کی بات نہ سن سکے۔ یہاں تک کہ حضرت یمانؓ شہید ہوگئے، حضرت حذیفہؓ نے مسلمانوں سے کہا کہ تم نے میرے باپ کو قتل کر دیا، مسلمانوں نے کہا کہ واللہ ہم نے ان کو نہیں پہچانا، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیت دینے کا ارادہ فرمایا لیکن حضرت حذیفہؓ نے دیت مسلمانوں سے معاف کر دی۔[1]

آپ وہ صحابی ہیں جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے فتنوں کی تفصیل اور منافقین کے نام اور ان کی شناخت بتا رکھی تھی۔ اسی لئے آپ کو صاحب سرِّ رسول اللہ (یعنی رسول اللہ کا راز دار) کہا جاتا ہے۔ حد تو یہ تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اپنے بارے میں ان سے پوچھتے تھے: " أأنا من المنافقين ؟ یعنی کیا میں منافقین میں سے تو نہیں ہوں؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: نہیں! اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ " لا ازكي أحدا بعدك " یعنی آپ کے بعد میں کسی کی صفائی نہیں کروں گا۔"[2]

اسی وجہ سے جس نماز جنازہ میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج نمبر ۲ ص ۳۶۲ وسقوط المدائن ص ۱۳۹ و رواہ البخاری ۲۷۹/۷ (۲۷۹/۷)

[2] سیر اعلام النبلاء ج نمبر ۲ ص ۳۶۴

شرکت فرماتے اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شرکت فرماتے اور جس میں آپ شریک نہ ہوتے اس میں حضرت عمرؓ بھی شریک نہ ہوتے تھے، کیونکہ حضرت عمرؓ کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ جس نماز جنازہ میں حضرت حذیفہؓ شریک نہ ہوں وہ شاید کسی منافق کا جنازہ ہو اور اسی لئے حضرت حذیفہؓ اس میں شریک نہ ہو رہے ہوں۔[۱]

ابو یحییٰ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے ایک شخص نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا: ما النفاق؟ یعنی نفاق کسے کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ زبان سے تو اپنے کو مسلمان کہو، لیکن اس پر عمل نہ کرو، اس کو نفاق کہتے ہیں۔[۲]

حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں کہ: ''واللہ میرے اور قیامت کے درمیان جتنے فتنے پیدا ہونے والے ہیں، میں ان کو لوگوں میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔[۳]

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ'' لوگ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر (بھلائی) کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، لیکن میں شر (فتنہ) کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا، کیونکہ مجھے خوف تھا کہ کہیں میں اس فتنہ (شر) میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔

---

۱۔ اسد الغابۃ ج نمبر ۲ ص ۳۹۱، ۲۔ سیر اعلام النبلاء ج نمبر ۲ ص ۳۶۳

۳۔ سیر اعلام النبلاء، ج نمبر ۲ ص ۳۶۵،

اسی طرح حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اسلام سے قبل جاہل تھے، اور شرک کی حالت میں تھے، پھر اللہ نے ہم کو مشرف باسلام ہونے کی توفیق دی اور ہم شر سے خیر کی طرف آ گئے، تو کیا اس خیر کے بعد بھی ہم کسی شر میں مبتلا ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ہوگے! پھر میں نے عرض کیا کہ کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگا یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں! اس کے بعد خیر ہوگا، لیکن اس میں کچھ برائی بھی ہوگی۔ میں نے کہا وہ برائی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ'' لوگ میری سیرت سے ہدایت حاصل نہیں کرینگے چنانچہ ان کے بعض اعمال اچھے ہوں گے اور بعض برے۔'' میں نے عرض کیا کہ'' کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا:'' ہاں اس کے بعد پھر شر ہوگا اور اس میں کچھ افراد جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دیں گے جو بھی ان کی طرف آئے گا وہ (افراد) ان کو جہنم میں پھینک دیں گے۔'' میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ہمیں ان لوگوں کی پہچان بتادیجئے۔'' آپؐ نے فرمایا کہ'' وہ بھی ظاہراً'' ہماری ہی طرح ہوں گے، ان کی ہماری جیسی کھال اور ہماری جیسی زبان ہوگی۔'' میں نے کہا: ''یارسول اللہ! اگر خدانخواستہ ہمارے سامنے یہ فتنہ آئے تو ہم کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو مضبوطی سے تھام لو۔'' میں نے کہا: اگر نہ کوئی جماعت ہو اور نہ کوئی امام ہوتو اس وقت ہم کیا کریں؟ تو

آپؐ نے فرمایا کہ ”تمام فرقوں سے علیحدہ رہو، یہاں تک کہ اگر تمہیں درخت کی جڑ کھا کھا کر گذارہ کرنا پڑے تب بھی موت آنے تک یہی کرتے رہو۔“[1] (بخاری)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہمت، شجاعت اور عظمت کا مجسم پیکر تھے، چنانچہ آپؓ نے غزوہ احزاب (غزوہ خندق) میں ایک عظیم کارنامہ انجام دیا، حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مدینہ منورہ کے اطراف میں سخت محنت اور مشقت کے بعد خندق کھودی جا چکی تھی اور محاصرہ کو ۲۴ دن ہو گئے تھے اور کفار کے محاصرہ کی وجہ سے کھانے پینے کا سامان اور رسد مدینہ طیبہ میں نہیں آ سکتی تھی، اور مدینہ منورہ میں پہلے سے جو کچھ خوارک کا سامان تھا وہ آہستہ آہستہ کرکے ختم ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ مدینہ منورہ کی سخت سردی کا زمانہ تھا جس کی وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا تھا، انہی سخت ایام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آپؓ دشمن کی باتیں معلوم کرنے کے لئے کفار کے لشکر میں گئے، اس کا دلچسپ واقعہ خود حضرت حذیفہ نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:۔

غزوہ خندق کی ایک رات میں ہم کو سخت سردی کا سامنا تھا اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الا رجل یاتینی بخبر القوم

---

[1] فتح الباری علی شرح البخاری ج نمبر ۶ ص ۵۸۰ و ج نمبر ۱۳ ص ۳۵ والحدیث رقم ۳۶۰۶ وطرفاہ فی رقم ۳۶۰۷ و ۷۰۸۴ (حدیث حذیفۃ)

جعلهٗ اللّٰه معي يوم القيامة؟ یعنی ''کیا کوئی ایسا شخص ہے جو دشمن کی خبر لائے اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں میرے ساتھ کردیں؟'' ہم سب سخت بھوک اور سخت سردی کی وجہ سے کچھ جواب نہ دے سکے اور خاموش رہے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ''کیا کوئی شخص ہے جو دشمن کی خبر لائے اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں میرے ساتھ کردیں'' پھر بھی ہم نے جواب نہ دیا اور خاموش رہے، پھر آپؐ نے تیسری بار یہی سوال کیا اور فرمایا کہ'' کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جو دشمن کی خبر لائے اور جنت میں میرے ساتھ ہو؟'' پھر بھی سب خاموش رہے اور کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس پر آپؐ نے فرمایا: ''قم يا حذيفة! فائتنا بخبر القوم'' یعنی ''حذیفہ! تم کھڑے ہوجاؤ اور ہمارے پاس دشمن کی خبر لیکر آؤ'' حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لیا تو میں نے کچھ نہیں دیکھا بس میں کھڑا ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' اذهب فائتني بخبر القوم ولا تذ عرهم علي'' یعنی '' جاؤ ان لوگوں کی خبر لیکر آؤ اور ان کو مجھ پر برانگیختہ مت کرنا۔''

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں جانے کے لئے مڑا تو (سخت سردی کے باوجود) مجھے ایسا لگا کہ جیسے میں کسی گرم حمام میں چل رہا ہو، یہاں تک کہ میں دشمنوں کے پاس پہنچ گیا، اس وقت میں نے

ابوسفیان[1] کو دیکھا کہ سردی کی وجہ سے آگ سے اپنی کمر سینک رہا ہے، میں نے تیر کو کمان میں رکھا اور تقریباً یہ ارادہ کرلیا کہ میں اس کو مار دوں گا، لیکن مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات یاد آئی کہ "ان کو مجھ پر برانگیختہ نہ کرنا، اس لئے میں رک گیا، اگر میں مارنا چاہتا تو میں مار سکتا تھا، لیکن حضورؐ کی تاکید کی وجہ سے میں نے کچھ نہیں کیا۔"

اس رات سخت سردی اور تیز ہوا کے جھکڑ چل رہے تھے اور ابوسفیان اپنے ساتھیوں سے کوئی خاص مشورہ کرنا چاہ رہا تھا لیکن اس نے سوچا کہ کہیں اس کے مشورہ کے دوران دشمن کا کوئی جاسوس نہ آ گیا ہو۔ اپنے اطمینان کیلئے اس نے حاضرین سے کہا کہ میری تقریر سے پہلے آپ سب لوگ یہ اچھی طرح دیکھ لیں کہ کہیں دشمن کا کوئی جاسوس آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا نہ ہو، اتفاقاً اسی مجلس میں حضرت حذیفہؓ بھی موجود تھے، اور ابوسفیان کے اس اعلان کے بعد پورا خطرہ تھا کہ ان کے برابر بیٹھا ہوا شخص ان سے ان کا پتہ پوچھ بیٹھے تو سارا راز کھل جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فراستِ ایمانی عطا فرمائی تھی، اس سے پہلے کہ آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص آپ کی طرف متوجہ ہو، آپ نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسی سے سوال کردیا کہ "تم کون ہو؟" بجائے اس کے کہ وہ آپ سے سوال

---

[1] یہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے اور مشرکین کے سالارِ لشکر تھے، آپ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، آپ حضرت معاویہؓ کے والد ماجد ہیں۔

کرتا، خود اس کو اپنی صفائی پیش کرنی پڑ گئی، چنانچہ اس نے کہا کہ میرا یہ نام ہے اور میں ان صاحب کا بیٹا ہوں۔'' اپنی صفائی کی گھبراہٹ میں اُسے یہ خیال بھی نہ آیا کہ وہ حضرت حذیفہؓ سے کچھ پوچھتا۔ اس طرح یہ معاملہ ٹل گیا۔ اب ابوسفیان نے اپنی تقریر شروع کی اور کہا: '' اے قوم قریش! بیشک تم ایسی جگہ پر ہو جو اب ٹھہرنے کی نہیں ہے، ہمارے ہتھیار اور سواریاں تباہ ہوتی جارہی ہیں، بنوقریظہ (یہودیوں) نے ہم سے منہ موڑ لیا ہے اور ان کے بارے میں ناخوشگوار اطلاعات پہنچی ہیں جس سے ہمیں افسوس ہوا ہے۔ اور اِدھر ہم پر یہ ہوا کا طوفان آیا ہوا ہے جو آپ سب کے سامنے ہے، خدا کی قسم اس ہوا کی وجہ سے ہماری ہانڈیاں تک اپنی جگہ نہیں ٹکتیں، اور آگ بھی نہیں جلتی، اس کے علاوہ سب خیمے اور عمارتیں اڑی جارہی ہیں، اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے تم لوگ جاؤ یا نہ جاؤ میں تو جارہا ہوں۔'' یہ کہکر ابوسفیان اُٹھ کر چلا گیا۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں واپس لوٹا تو ایسا لگتا تھا کہ میں کسی گرم حمام میں چل رہا ہوں اور میں نے واپس آنے کے بعد دشمن کے بارے میں سب کو بتایا۔ جب میں فارغ ہوا تو مجھے سردی لگنی شروع ہوئی۔ اس موقع پر مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فاضل عباء مجھے پہنائی یہ وہ عباء تھی جس کو پہن کر آپؐ نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں اتنا تھک گیا تھا کہ میں اپنے خیمہ میں سوتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی

جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اٹھانے آئے اور فرمایا:

قم یا نومان! ''نیند کے رسیا! اب اُٹھ کھڑے ہو''۔[۱] (مسلم)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے، حضرت حذیفہؓ نہاوند کی جنگ میں بھی شریک رہے اور حضرت نعمان بن مقرنؓ (جو امیر جیش تھے) ان کی شہادت کے بعد آپ امیر جیش مقرر ہوئے اور نہاوند، ریّ، ہمذان، دینور یہ سب پھر آپ کے ہی ہاتھ سے ۲۲ ہجری میں فتح ہوئے، اسی طرح آپ الجزیرۃ کی فتح میں بھی شریک رہے۔[۲]

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایران کے دارالحکومت مدائن کا گورنر بنا کر بھیجا۔[۳]

حضرت عمرؓ جب کسی صحابی کو کسی علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجتے تھے عام طور پر اس علاقے کے لوگوں کے نام رقعہ میں یہ الفاظ تحریر فرماتے تھے'' ...... وقد بعثت فلانا وامرته بكذا .... '' یعنی'' میں فلاں کو

[۱] رواہ مسلم ج نمبر ۲ ص ۱۰۷ باب غزوۃ الاحزاب وجامع الاصول ج نمبر ۸ ص ۲۷۰ وتاریخ الطبری ج نمبر ۲ ص ۲۴۴

[۲] اسد الغابہ ج نمبر ۱ ص ۳۹۱

[۳] اس وقت یہ ایران کا دارالحکومت تھا اب یہ عراق کا ایک شہر ہے۔

گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں اور میں نے اس کو فلاں فلاں کاموں کا حکم دیا ہے۔" لیکن جب آپ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو گورنر بنا کر بھیجا تو اس رقعہ میں یہ بھی اضافہ فرمادیا: ان اسمعوا له واطیعو واعطوه ماسأ لکم یعنی "ان کی باتیں سُن کر ان کی اطاعت کرو اور جو کچھ یہ مانگیں ان کو دیدو" مگر حضرت حذیفہؓ گورنر بن کر اس شان سے جارہے تھے کہ دراز گوش پر سوار تھے اور ہاتھ میں صرف ہڈی دار گوشت اور روٹی تھی جو آپ کے راستہ کا توشہ تھا۔

جب آپ اس شان سے گورنر بن کر مدائن پہنچے تو وہاں کے رؤسا نے آپ کا استقبال کیا۔ اور جب حکمنامہ پڑھا جس میں لکھا تھا کہ آپ کی اطاعت کی جائے اور جو آپ طلب فرمائیں وہ دیدیا جائے۔ تو ان رؤسا نے کہا: کہ" آپ ہم سے جو چاہیں طلب فرمائیں آپ کا حکم ہمارے لئے باعث فخر ہے۔" تو حضرت حذیفہؓ نے جواباً فرمایا: کہ" میں صرف تم سے اپنے لئے کھانا اور گھوڑے کے لئے چارہ طلب کرتا ہوں، بس یہی میرے لئے کافی ہے۔"[1]

ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو مدینہ منورہ آنے کیلئے کہا۔ حضرت حذیفہؓ وہاں سے چل دیئے اور حضرت عمرؓ مدینہ کے راستہ

[1] سیر اعلام النبلاء، ج ۲ ص ۳۶۶ وسقوط المدائن ونہایۃ الدولۃ الساسانیۃ طبع فی بیروت ص ۱۳۹ و ص ۱۴۰

میں چھپ کر کھڑے ہوگئے مقصد یہ تھا کہ دیکھیں کہ مدائن سے کتنا سازوسامان ساتھ لارہے ہیں۔ جب حضرت حذیفہؓ پہنچے تو دیکھا کہ آپ بالکل خالی ہاتھ تشریف لارہے ہیں اور اسی حال میں واپس تشریف لارہے ہیں جس میں گئے تھے تو آپ بہت خوش ہوئے اور ان کو گلے سے چمٹایا اور فرمایا: انت اخی وانا اخوك یعنی تم میرے اور میں تمہارا بھائی ہوں[۱]

## آپ کی وفات

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی وفات ۳۶ھ مدائن میں ہوئی اور آپ کی وفات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ٹھیک چالیس روز بعد ہوئی۔ وفات سے پہلے آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی، نہایت خوف زدہ تھے اور شدید گریہ وبکا میں مصروف تھے۔ لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو بولے کہ دنیا کے چھوڑنے کا غم نہیں موت مجھ کو بہت محبوب ہے، لیکن اس لئے رورہا ہوں کہ معلوم نہیں وہاں کیا حالات پیش آئیں گے؟ جس وقت آپ آخری سانس لے رہے تھے، اس وقت فرمایا: ''یااللہ! اپنی ملاقات کو میرے لیے مبارک کرنا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ آپ مجھے کتنے محبوب ہیں۔'' اس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔

وفات کے وقت آپ نے اپنے دو بیٹوں صفوان اور سعید کو وصیت کی تھی کہ حضرت علیؓ سے بیعت کریں، چنانچہ ان دونوں نے حضرت علیؓ سے بیعت فرمائی، جبکہ حضرت حذیفہؓ نے خود بھی حضرت علیؓ

---

[۱] سیر اعلام النبلاء، ج ۲ ص ۳۶۶

سے بیعت فرمائی تھی۔[1]

اولاد آپ نے حسب ذیل چھوڑی: ابوعبیدہؒ، بلالؒ، صفوانؒ، سعیدؒ۔صاحب طبقات بن سعد کے زمانہ میں آپ کی اولاد مدائن میں موجود تھی۔جن میں سے صفوانؒ اور سعیدؒ جنگِ صفین میں (جو حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہوئی تھی) شہید ہوئے۔[2]

## ایک عجیب ایمان افروز واقعہ

یہ عجیب واقعہ[3] میرے محترم والد حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے سفر نامہ عراق یعنی ''اس امید سے دجلہ تک'' میں تحریر فرمایا تھا اور اب اس واقعہ کا مضمون بعینہٖ یہاں پیش خدمت ہے۔

''حضرت حذیفہؓ بن یمانؓ اور عبداللہ بن جابرؓ کے مزارات کے ساتھ اسی صدی میں ایک عجیب وغریب اور ایمان افروز واقعہ رونما ہوا جو آج کل بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ یہ واقعہ میں نے پہلی بار جناب مولانا ظفر اللہ انصاری مدظلہم سے سنا تھا۔ پھر بغداد میں وزارت اوقاف کے ڈائریکٹر تعلقات عامہ جناب خیر اللہ حدیثی صاحب نے بھی اجمالاً اس کا ذکر کیا۔

[1] سقوط المدائن ص ۱۴۰ [2] سیر الصحابہ ج نمبر ۱ ص ۲۱۱ وسقوط المدائن ص ۱۴۰

[3] ملاحظہ ہو: ماہنامہ البلاغ کراچی محرم الحرام ۱۴۰۶ھ اس امید سے دجلہ تک قسط نمبر ۵

یہ ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے، اس وقت عراق میں بادشاہت تھی۔ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہما کی قبریں اس وقت یہاں ( جامع مسجد سلمان کے احاطے میں ) نہیں تھیں، بلکہ یہاں سے کافی فاصلہ پر دریائے دجلہ اور مسجد سلمان کے درمیان کسی جگہ واقع تھیں۔

۱۹۲۹ء میں بادشاہ وقت نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور عبداللہ بن جابرؓ اس سے فرمارہے ہیں کہ ہماری قبروں میں پانی آرہا ہے اس کا مناسب انتظام کرو۔ بادشاہ وقت نے حکم دیا کہ دریائے دجلہ اور قبروں کے درمیان کسی جگہ کھدائی کرکے دیکھا جائے کہ دجلہ کا پانی اندرونی طور پر قبروں کی طرف آرہا ہے یا نہیں۔ کھدائی کی گئی لیکن پانی رسنے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس واقعہ کو ایک خواب سمجھ کر نظر انداز کردیا۔

لیکن اس کے بعد پھر غالباً ایک سے زیادہ مرتبہ وہی خواب دکھائی دیا جس سے بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی، اور اس نے علماء کو جمع کرکے ان کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا، ایسا یاد پڑتا ہے کہ اس وقت عراق کے کسی عالم نے بھی بیان کیا کہ انہوں نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا ہے۔ اس وقت مشورہ اور بحث وتمحیص کے بعدرائے یہ قرار پائی کہ دونوں بزرگوں کی قبر مبارک کو کھول کر دیکھا جائے اور اگر پانی وغیرہ آرہا ہوتو ان

کے جسموں کو منتقل کیا جائے، اس وقت کے علماء نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔

چونکہ قرون اولیٰ کے دو عظیم بزرگوں اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبروں کو کھولنے کا یہ تاریخ میں پہلا واقعہ تھا۔ اس لئے حکومت عراق نے اس کا بڑا زبردست اہتمام کیا۔ اس کے لئے ایک تاریخ مقرر کردی تاکہ لوگ اس عمل میں شریک ہوسکیں، اتفاق سے وہ تاریخ ایام حج کے قریب تھی جب اس ارادہ کی اطلاع حجاز پہنچی تو وہاں حج پر آئے ہوئے لوگوں نے حکومت عراق سے درخواست کی کہ اس تاریخ کو قدرے مؤخر کردیا جائے تاکہ حج سے فارغ ہوکر جو لوگ عراق آنا چاہیں وہ آسکیں چنانچہ حکومت عراق نے حج کے بعد ایک تاریخ مقرر کردی۔

کہا جاتا ہے کہ مقررہ تاریخ پر نہ صرف اندرون عراق بلکہ دوسرے ملکوں سے بھی خلقت کا اس قدر ازدحام ہوگیا کہ حکومت نے سب کو یہ عمل دکھانے کے لئے بڑی بڑی اسکرینیں دور تک فٹ کیں تاکہ جو لوگ براہ راست قبروں کے پاس یہ عمل نہ دیکھ سکیں وہ ان اسکرینوں پر اس کا عکس دیکھ لیں''۔

اس طرح یہ مبارک قبریں کھولی گئیں اور ہزارہا افراد کے سمندر نے یہ حیرت انگیز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تقریباً تیرہ صدیاں گذرنے کے باوجود دونوں بزرگوں کی نعشہائے مبارک صحیح سالم وتروتازہ

تھیں۔ بلکہ ایک غیر مسلم ماہر امراض چشم وہاں موجود تھا۔ اس نے نعش مبارک کو دیکھ کر بتایا کہ ان میں ابھی تک وہ چمک موجود ہے جو کسی مردے کی آنکھوں میں انتقال کے کچھ دیر بعد بھی موجود نہیں رہ سکتی، چنانچہ وہ شخص یہ منظر دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔

نعش مبارک کو منتقل کرنے کیلئے پہلے سے حضرت سلمان فارسیؓ کے قریب جگہ تیار کرلی گئی تھی۔ وہاں تک لیجانے کیلئے نعش مبارک کو جنازہ پر رکھا گیا اس میں لمبے لمبے بانس باندھے گئے اور ہزار ہا افراد کو کندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی اور اس طرح اب دونوں بزرگوں کی قبریں موجودہ جگہ پر بنی ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد انصاری صاحب مدظلہم کا بیان ہے کہ ۱۹۲۹ء کا یہ واقعہ مجھے یاد ہے اس زمانہ میں اخبارات کے اندر اس کا بڑا چرچا ہوا تھا۔ اور اس وقت ہندوستان سے ایک ادبی گھرانے کا ایک جوڑا عراق گیا ہوا تھا۔ ان دونوں میاں بیوی نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھا اور غالباً بیوی نے اپنے اس سفر کی روداد ایک سفر نامہ میں تحریر کی جو کتابی شکل میں شائع ہوا۔ اور اس کی ایک کاپی حضرت مولانا مدظلہم کے پاس ہے۔

اس سفر نامہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس وقت کسی غیر ملکی فرم کے ذریعہ اس پورے عمل کی عکس بندی بھی کی گئی تھی اور بہت سے غیر

مسلم بھی یہ واقعہ بطور خاص دیکھنے آئے تھے، وہ اس اثر انگیز منظر سے نہ صرف بہت متاثر ہوئے بلکہ بہت سے لوگوں نے اس منظر کو دیکھ کر اسلام قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور اپنے دین کی حقانیت کے ایسے معجزے کبھی کبھی دکھاتے ہیں۔ سنریھم ایا تنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق" ہم ان کو آفاق میں بھی اور خود ان کے وجود میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے تاکہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ یہی (دین) حق ہے"۔

## آپ کے فضائل وکمالات

اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال آپ غزوۂ خندق کے سلسلہ میں پڑھ چکے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک شخص بھی اُس حال اور اس موسم میں مشرکین کے لشکر میں جانے کی ہمت نہیں کرپارہا تھا۔ لیکن حضرت حذیفہ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی خوشخبری اور بشارت حاصل کی۔

ایک مرتبہ راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور آپ ان کی طرف بڑھے تو فرمایا کہ میں جنبی ہوں تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن نجس نہیں ہوتا۔[۱]

غزوۂ خندق کی رات کو جب مشرکین کی خبر لائے تو آپؐ نے آپؓ کو اپنا کمبل اڑھایا اور صبح قم یانو ماں! کہہ کر اٹھایا۔[۲]

ایک روز آپ کی والدہ محترمہ نے آپ سے کہا کہ تم آنحضرتؐ کی خدمت میں کب سے نہیں گئے، انہوں نے مدت بیان کی تو بہت خفا ہوئیں، حضرت حذیفہؓ بولے: "اچھا چھوڑیئے میں جاتا ہوں اور آپ کے لئے دعائے مغفرت کراتا ہوں۔" یہ کہکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز حضورؐ کے ساتھ پڑھی، جب حضورؐ عشاء کے بعد واپس اپنے حجرہ میں جانے لگے تو آپؓ بھی پیچھے ہو لئے، حضورؐ کسی سے بات چیت میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ "تم کون ہو؟ حضرت حذیفہؓ بولے کہ "حذیفہ ہوں۔" اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: حذیفہ کیا تم جانتے ہو کہ جنت میں میرے ساتھ کون ہوگا؟ تو حذیفہؓ بولے: "نہیں معلوم۔" حضورؐ نے فرمایا" جبرئیل امین تشریف لائے تھے اور انہوں نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔" اس کے بعد حضرت حذیفہؓ نے آنحضرتؐ سے اپنے لئے اور اپنی والدہ کیلئے دعاءِ مغفرت کی

---

[۱] مسند امام احمد بن حنبل ج نمبر ۵ ص ۳۸۳ [۲] صحیح مسلم و مسند امام احمد بن حنبل ج نمبر ۵ ص ۳۹۳

درخواست کی، آپ نے فرمایا: غفر اللّٰہ لك یا حذیفة ولا ملك " اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ (ماں) کی مغفرت کرے۔"[1]

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کے لئے لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے تھے اور اس کے بعد فرمایا کرتے: اللھم باسمك اموت وباسمك احیا اور جب سوکر اٹھے تو فرماتے: الحمدللّٰہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیه النشور۔[2]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بہت سے اہم کام سپرد فرمائے، چنانچہ عہد رسالت کی پہلی مردم شماری آپ کے ذریعے کروائی تھی۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: " مسلمانوں کی مردم شماری کرو۔" تو میں نے مسلمانوں کو شمار کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی۔[3]

زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ یہ چاہتے ہوں گے کہ وہ اپنے گھروں کو سونے، چاندی وجواہرات سے بھر کر ان تمام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں لیکن میں ایسے اشخاص کی تمنا کرتا ہوں جو ابو عبیدہؓ، معاذ

---

[1] مسند امام احمد بن حنبلؒ ج نمبر۵ ص ۳۹۲ [2] مسند احمد ج نمبر۵ ص ۳۸۷

[3] اخرجہ مسلم کتاب الایمان (۱۴۹)

بن جبلؓ اور حذیفہ بن یمانؓ کے جیسے ہوں اور میں ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کروں۔[1]

ایک شخص نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ فتنوں میں سب بڑا فتنہ کونسا ہوگا؟ تو آپؓ نے فرمایا: اچھائی اور برائی دونوں تمہارے سامنے ہوں، لیکن تمہیں یہ پتہ نہ ہو کہ ہم کس کو اختیار کریں۔[2]

## حضرت حذیفہؓ کی روایات حدیث

آپ سے احادیث کی روایت کرنے والے حضرت مندرجہ ذیل ہیں:۔

ابووائل، زر بن حبیش، زیدبن وھب، ربعی بن حراش، صلة بن زفر، ثعلبة بن زھدمه، ابوالعالیة الریاحی، عبدالرحمن بن ابی لیلی، مسلم بن نذیر، ابوادریس الخولانی، قیس بن عباد، ابوالبختری الطائی، نعیم بن ابی هندوھمام بن حارث وغیر ھم

حضرت حذیفہؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں، صاحب خلاصہ نے آپ کی احادیث سو سے اوپر شمار کی ہیں۔ جن میں سے بارہ حدیثیں صحیح مسلم اور صحیح بخاری دونوں میں مذکور ہیں۔ آٹھ صرف بخاری میں مروی ہیں اور سترہ صرف مسلم شریف میں۔[3]

واللہ اعلم بالصواب

---

[1] اسد الغابۃ ج نمبر ۱ ص ۳۹۱ و ص ۳۹۲ [2] اسد الغابۃ ج نمبر ۱ ص ۳۹۱

[3] سیر الصحابۃ ج نمبر ۱ ص ۲۱۱ و سیر اعلام النبلا، ج نمبر ۲ ص ۳۶۱